



سوال

(141) کسی معین شخص کو شہید کہنا اور۔۔۔!

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں نے صحابی بلیل حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی یہ حدیث پڑھی کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین سے پوچھا کہ

ان الشہید فیکم؛ قالوا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قتل فی سبیل اللہ فوشید ومن مات فی سبیل اللہ فوشید ومن مات فی الطاعون فوشید ومن مات فی البطن فوشید والغریب شہید (صحیح مسلم)

"تم شہداء کون ک سمجھتے ہو؟ انھوں نے عرض کیا "یا رسول اللہ ﷺ! جو اللہ کی راہ میں قتل ہو جائے وہ شہید ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا! "پھر تو میری امت کے شہداء بہت کم ہوں گے" صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ پھر شہید کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا! جو شخص اللہ کی راہ میں قتل ہو جائے وہ شہید ہے جو اللہ کے راستے میں فوت ہو جائے وہ بھی شہید ہے۔ جو طاعون سے فوت ہو وہ بھی شہید ہے۔ جو پیٹ کی بیماری سے فوت ہو وہ بھی شہید ہے۔ جو پانی میں غرق ہو جائے وہ بھی شہید ہے۔"

تو کیا وہ شخص جو نشہ کی حالت میں ہو اور پانی میں غرق ہو جائے وہ بھی شہید ہے؟ کیونکہ حدیث میں غرق ہونے والے کو شہید بتایا گیا ہے۔ امید ہے جواب سے مستفید فرمائیں گے؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

اس سوال کا جواب دینے سے پہلے میں توجہ اس طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ کہ اس دور میں بہت سے لوگوں کے ہاں شہید کے لفظ کا استعمال کا رواج بہت عام ہو گیا ہے۔ حتیٰ کہ جو شہادت کا اہل نہیں ہوتا اسے بھی لوگ شہید کہنا شروع کر دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ حرام ہے کیونکہ شہید صرف اسے ہی کہنا چاہیے جس کے شہید ہونے کی نبی کریم ﷺ نے شہادت دی۔

رسول اللہ ﷺ کے شہادت دینے کی دو قسمیں ہیں :

1- آپ کسی معین شخص کے بارے میں یہ شہادت دیں کہ وہ شہید ہے۔ جیسا کہ صحیح حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ احد پہاڑ پر چڑھے اس وقت آپ کے ساتھ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے پہاڑ پر لرزہ طاری ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا :

آن انس بن مالک رضی اللہ عنہ حدیثہم أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم صدأ أحد أبو بکر وعمر و عثمان فرجت ہم فقال "أثبت أحد فأنما علیک نبی وصدیق وشہیدان"۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر 3675)

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کو ساتھ لے کر احد پہاڑ پر چڑھے تو احد کا نپ اٹھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: احد! قرار پکڑ کہ تجھ پر

ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔"

توجسے نبی کریم ﷺ شہید قرار دیں۔ آپ ﷺ کی تصدیق و اتباع میں ہم بھی اسے شہید کہیں گے۔

2۔ جنھیں نبی کریم ﷺ علی و جہ العموم شہید قرار دیں۔ جیسا کہ اس حدیث میں ہے جس کی طرف سائل نے اشارہ کیا ہے۔ کہ جو شخص اللہ کے راستے میں مقتول ہو وہ شہید ہے۔؟ جو اللہ کے راستے میں فوت ہو تو وہ بھی شہید ہے جو غرق ہو جائے وہ بھی شہید ہے اور اسی طرح کے دیگر شہداء جنھیں شہادت عامہ کے اعتبار سے شہید کیا گیا ہے اس قسم کے اعتبار سے کسی معین شخص کے بارے میں ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ شہید ہے۔ ہم یہ ضرور کہہ سکتے ہیں کہ جس شخص کا یہ وصف ہو وہ شہید ہے۔ لیکن کسی معین شخص کو بطور خاص نہیں کہہ سکتے کہ وہ شہید ہے کیونکہ شہادت وصف اور چیز ہے اور شہادت عین اور ہے۔ اس لئے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "صحیح" میں ایک باب کا عنوان ہی اسی طرح قائم فرمایا ہے کہ باب لایقال فلان شہید۔۔۔ یہ نہ کہا جائے کہ فلاں شخص شہید ہے۔۔۔ اور انہوں نے نبی کریم ﷺ کے ان الفاظ سے استدلال کیا ہے کہ :

اللہ اعلم بنساجد فی سبیلہ (صحیح بخاری)

"اللہ بہتر جانتا ہے کہ اس کے راستے میں کون جہاد کرتا ہے"

نیز یہ کہ

واللہ اعلم بمن یعلم فی سبیلہ (صحیح بخاری)

"اللہ بہتر جانتا ہے کہ اس کی راہ میں کسے زخم لگتا ہے؟"

پھر آپ نے اس عنوان کے تحت وہ مشہور اور طویل حدیث بیان فرمائی ہے۔ جس میں اس آدمی کا قصہ مذکور ہے۔ جو ایک غزوے میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا۔ اور وہ بہت بہادر اور دلیر تھا۔ اور کسی بھی دشمن کو واپس نہ دیتا تھا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس کی تعریف کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ :

ان الرجل یعمل عمل اہل الجہاد یمایہ والناس، وہومن اہل النار۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر 2898)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک آدمی زندگی بھر بظاہر اہل جنت کے سے کام کرتا ہے حالانکہ وہ اہل دوزخ میں سے ہوتا ہے۔"

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ استدلال بالکل واضح ہے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ کے ارشاد کے "اللہ بہتر جانتا ہے۔ کہ اس کے راستے میں کون جہاد کرتا ہے۔" سے معلوم ہوتا ہے کہ ظاہر حال کبھی باطنی حال کے خلاف بھی ہوتا ہے۔ اور اخروی احکام ظاہر کے نہیں بلکہ باطن کے مطابق ہوں گے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب کے تحت جو واقعہ بیان فرمایا ہے۔ کہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین میں سے ایک شخص نے اس کے حالات کا جائزہ لیا۔ تو معلوم ہوا کہ آخر میں اس شخص نے خودکشی کر لی تھی۔ لہذا ہم لوگوں کے ظاہر حال کے مطابق ان پر اخروی احکام منطبق نہیں کر سکتے اور نصوص کو ہم عموماً پر رکھیں گے لیکن یہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ کہ یہ شخص اس نص کے مصداق ہے یا نہیں۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے "فتح الباری فی شرح صحیح البخاری" میں ذکر کیا ہے۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن خطاب نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ تم اپنے غزوات کے بیان میں کہتے ہو کہ فلاں شخص شہید ہے۔ اور فلاں شخص شہید فوت ہوا حالانکہ ہو سکتا ہے کہ اس کی سواری نے اسے گرا دیا ہو لیکن تم نہ کہا کرو بلکہ اس طرح کہا کرو۔ جس طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ :

من مات فی سبیل اللہ او قتل فوشیہ (صحیح مسلم)



"جو شخص اللہ کے راستے میں فوت ہوا یا قتل ہوا وہ شہید ہے۔"

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے۔ لہذا ہم کسی کو نص کے مطابق ہی شہید کہیں گے۔ یعنی اگر آپ ﷺ نے کسی معین شخص کو ہی شہید قرار دیا ہے تو ہم بھی اسے شہید کہیں گے اور اگر شہادت کو آپ نے علی العموم فرمایا ہے۔ تو ہم بھی اسے عموم پر ہی رکھیں گے۔ لہذا سائل کا جو یہ سوال ہے کہ ایک شخص جو نشہ کی حالت میں غرق ہوا تو کیا وہ شہید شمار ہوگا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس طرح غرق ہونے والے کسی معین شخص کو ہم شہید نہیں کہہ سکتے خواہ غرق ہوتے وقت اس نے شراب پی تھی یا نہیں پی تھی۔ وہ نشہ میں تھا یا نشہ میں نہیں تھا۔

نشہ کی مناسبت سے یہاں ذکر کرنا بھی بے جا نہ ہوگا۔ کہ شراب پینا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ ہر عاقل مسلمان پر واجب ہے کہ وہ اسے چھوڑ دے اور اس سے اجتناب کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے ترک کرنے کا حکم دیا ہے اگر کوئی شخص شراب پئے حتیٰ کہ اسے نشہ ہو جائے۔ تو اسے کوڑے لگانے جائیں گے۔ اگر پھر پئے تو پھر کوڑے لگانے جائیں گے۔ اگر پھر پئے تو تیسری بار کوڑے لگانے جائیں گے۔ اور اگر چوتھی بار پئے تو بعض اہل علم کے نزدیک اسے قتل کر دیا جائے گا۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔ اور بعض اہل علم کہتے ہیں کہ نہیں اسے قتل نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ وہ حدیث منسوخ ہے۔ جس میں قتل کرنے کا حکم ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ اگر کوئی کوڑے لگنے سے باز آ جائے تو اسے قتل نہیں کیا جائے گا۔ اور اگر شراب نوشی اس قدر پھیل جائے کہ بار بار سزا کے باوجود بھی لوگ اس سے باز نہ آئیں تو پھر اس کی سزا قتل ہے۔

حدیث ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ بن باز رحمہ اللہ

جلد دوم